جلد ۲۰ شمارہ ۱

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

صلح ۱۳۵۸ ہش

جنوری ۱۹۷۹ء

ایڈیٹر

سید عبد الحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

آل عمران

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

○ صلح ۔۔۔ ۱۳۵۸ہش

○ صفر ۔۔۔ ۱۳۹۹ھ

○ جنوری ۔۔۔ ۱۹۷۹ء

ایڈیٹر

سید عبدالحی

قیمت سالانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دس روپے

فی پرچہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک روپیہ

فہرست مضامین

پبلشر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چوہدری محمد ابراہیم

مطبع ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت ۔ ۔ ۔ ۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲۰	ماہنامہ انصار اللہ ربوہ	شمارہ ۱

صلح ۱۳۵۸ ہش

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ کا پیغام

عہدیداران مجلس انصار اللہ کے نام

برادرانِ کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

وقت کا یہ بہتا دھارا دنیا و مافیہا سے غافل لوگوں۔ مومن و کافر اور نیک و بد ہر ایک کی زندگی کی کشتی کو مسلسل آگے بڑھانے لئے چلا جاتا ہے۔ اور اس دائمی حرکت سے کسی کے لئے کوئی مفر اور گریز نہیں فرق صرف یہ ہے کہ بعض کشتیاں دھارے میں ایسی ہیں جو بے مقصد اور بے سروپا چلی جاتی ہیں۔ نہ ان کا رخ معین نہ منزل مقصود کی کوئی خبر نہ مقصدِ حیات کا کوئی نشان۔

پھر ایسی بھی بہت سی کشتیاں ہیں جن کا رخ تو معین ہے۔ لیکن ہلاکت کی منجدھار کی جانب۔ وہ بربادی کی آبشاروں کی طرف اپنے حال سے بے خبر اور انجام سے بے نیاز گویا محض اس غرض سے آگے بڑھ رہی ہیں کہ قعرِ مذلت میں اس زور سے گریں کہ ہلاکت خیز چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیں اور ذلت اور فلاکت اور ناکامی اور نامرادی کی ایک المیہ داستان بن جائیں۔

ان دونوں قسموں کی زندگیوں سے سوا اور بالکل الگ کچھ ایسی کشتیاں بھی وقت کے اس عظیم دھارے میں بہہ رہی ہیں جن کی سمت معین اور مقصود اعلیٰ اور ارفع اور ذی شان ہے۔ وہ ہر لحظہ کامرانی اور فلاح کی طرف

بڑھ رہی ہیں۔ اور بالارادہ کوشش اور مسلسل جدوجہد کے ساتھ نیک مقاصد کی سمت ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ یہ زندگیاں مومنوں کی زندگیاں ہیں۔ اور ان کا نصب العین وہی ہے جو قرآن حکیم نے ان کے لئے ان الفاظ میں متعین فرما دیا ہے۔

لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (البقرہ ۱۴۹)

یعنی اے مومنوں کی جماعت! تمہارا نصب العین نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا ہے۔

اس نصب العین کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اور اسی سے مدد مانگتے ہوئے ہم انصار اللہ اپنے نئے سال کا آغاز کرتے ہیں۔ ہماری مسابقت کی دوڑ انفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی۔ اپنوں سے بھی اور غیروں سے بھی۔ ہمارا مقابلہ اندرونی بھی ہے اور بیرونی بھی۔ ہر رکن کا دوسرے رکن سے نیکیوں میں آگے بڑھنے کا ایک مسلسل مقابلہ ہے۔ جسے زندگی کا آخری سانس ہی منقطع کرے گا۔ مجلس کی ہر شاخ کا دوسری شاخ سے مقابلہ ہے۔ ہر صوبہ کا دوسرے صوبہ سے، ہر ملک کا دوسرے ملک سے۔ پھر ہمارا مقابلہ ہے خدام الاحمدیہ کے ساتھ۔ اور ہمارا مقابلہ ہے لجنہ اماء اللہ کے ساتھ۔ اور ہر اس مذہبی اور غیر مذہبی تنظیم سے بھی ہمارا مقابلہ ہے۔ جو کوئی بھی نیک مقصد اپنے سامنے رکھتی ہے۔ اس عظیم دوڑ میں دعا عزم، مسلسل جدوجہد اور توکل ہمارے لئے قوت کے سرچشمے ہیں۔

پس میرے انصار بھائیو! آگے بڑھو اور اس مقدس مقابلہ میں کسی سے پیچھے نہ رہو۔ اور اپنی اپنی ہمت اور اپنی اپنی توفیق کے مطابق ہر اس نیک کام میں مسابقت کی روح کے ساتھ حصہ لو۔ جس کی طرف خدا اور اس کا خلیفہ تمہیں بلاتے ہیں۔

قائدین مجلس مرکزیہ نے بڑی کاوش اور توجہ کے ساتھ مجالس کے لئے سال رواں کا لائحہ عمل تجویز کیا ہے جو آپ کو بھجوایا جا رہا ہے۔ اس سے متعلق ایک اہم بنیادی بات آپ کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں۔ آغاز سفر سے پہلے مقام آغاز کی تعیین کیجئے۔ ورنہ آپ کو کبھی اس امر کا اطمینان نہیں ہو سکے گا۔ کہ آپ نے کتنا سفر طے کیا ہے۔ لائحہ عمل کے ہر شعبے میں آپ اپنے گزشتہ کام کو ملحوظ رکھتے ہوئے بڑی آسانی سے مقام آغاز کی تعیین کر سکتے ہیں۔ جس کی معین مثالیں حسب ذیل ہیں۔

مثال نمبر ۱۔

تعلیم:۔ گزشتہ سال آپ کی مجلس کے کتنے انصار نے کتنے افراد جماعت کو دینی تعلیم دی؟۔

مثلاً۔ بچوں کو نماز سکھائی، یا ناظرہ یا باترجمہ قرآن کریم پڑھایا

ب۔ آپ کی مجلس کے کتنے انصار نے مرکزی امتحانات میں شرکت کی۔ وغیرہ وغیرہ

ان دونوں سوالات کا جو بھی جواب آئے اسے ایک رجسٹر بنا کر اس صفحہ کے شروع میں درج فرمالیں، جو شعبۂ تعلیم کی کارروائی درج کرنے کے لئے مخصوص کیا گیا ہو۔ یہ آپ کا مقامِ آغاز ہے۔ یہ لکھنے کے بعد اس اندراج کے سامنے یہ لکھیئے کہ آئندہ سال شق الف میں کیا اضافہ کریں گے ۔ اور شق ب میں کیا اضافہ کریں گے ۔ یہ آپ کی مجلس کا سال رواں کا نصب العین بن جائے گا۔ بعد ازاں ہر ماہ آپ خود اپنا محاسبہ کریں کہ اس نصب العین کو پورا کرنے کے لئے آپ نے کتنی کوشش کی ہے۔ اور اس کوشش کا جو بھی نیک نتیجہ نکلا ہو اسے اعداد و شمار کی صورت میں اپنے رجسٹر میں درج کریں۔

دیگر شعبوں میں بھی اسی طریق پر اپنے گزشتہ سال کی کوششوں کا خلاصہ اعداد و شمار میں درج کرکے اس بات کی تعیین کریں۔ کہ اس سال کے لئے آپ کا سفر کہاں سے شروع ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل اور توفیق سے کہاں تک آگے بڑھنے کا عزم ہے۔ بات اچھی طرح سے ذہن نشین کرنے کی خاطر بعض دیگر شعبوں کا مقامِ آغاز طے کرنے کی چند مثالیں پیش ہیں۔

مثال نمبر۲۔

اصلاح وارشاد :- ا۔ کتنے انصار عملاً تبلیغ میں حصہ لیتے ہیں؟
(اپنے رجسٹر میں معین تعداد درج کیجئے۔

ب۔ کتنے دوستوں کو ہدایت نصیب ہوئی اور وہ سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے

ان سوالات کا جواب اعداد میں لکھنے کے بعد آئندہ سال کا نصب العین مقرر فرمائیں۔ مثلاً اگر شق الف کا جواب یہ تھا کہ ۵۰ انصار میں سے صرف ۳ انصار اصلاح و ارشاد کے کام میں حصہ لیتے ہیں تو نصب العین اس طرح مقرر کریں کہ سال کے اختتام سے پہلے آپ کتنے انصار کو اصلاح و ارشاد کا کام کرنے کی عادت ڈالیں گے۔ اگر تین مزید اراکین کو مستعد کرنے کی توفیق ہو تو نصب العین ان تینوں کو شامل کرکے جو پہلے ہی کام کر رہے ہیں چھ بنے گا۔

اسی طرح شق ب کا اگر جواب یہ تھا کہ سال بھر میں صرف ایک غیر از جماعت دوست سلسلہ میں داخل ہوئے تو اللہ تعالےٰ پر توکل رکھتے ہوئے اس میں نمایاں اضافہ کرنے کا فیصلہ کریں۔ اور نصب العین یہ مقرر کریں کہ امسال آپ ایک کی بجائے پانچ یا دس یا پندرہ دوستوں کی ہدایت کا موجب بنیں گے۔ وباللہ التوفیق۔

مثال نمبر ۳۔

تحریکِ جدید:۔

مقامِ آغاز:۔ ا۔ تحریکِ جدید میں حصّہ لینے والے ۲۰ میں سے ۱۰

ب۔ کل چندہ تحریکِ جدید -/۱۰۰۰ روپے

نصب العین:۔

ا۔ ۲۰ انصار یعنی سو فیصد انصار شامل کئے جائیں گے۔

ب۔ چندہ ۱۰۰۰ روپے سے بڑھا کر ۲۰۰۰ روپے کیا جائے گا۔

مثال نمبر ۴۔

مال:۔

مقامِ آغاز:۔ ا۔ تعداد انصار اللہ جو باقاعدہ بجٹ میں شامل ہیں $\frac{30}{5}$

ب۔ عام چندہ ماہانہ	۱۰۰ روپے ماہانہ
ج۔ چندہ تعمیر گیسٹ ہاؤس	۵۰۰ روپے
د۔ چندہ اجتماع	۷۵ روپے

اوپر کے خانوں میں گزشتہ سال کے اعداد و شمار درج کرنے کے بعد سالِ رواں کا نصب العین تجویز کریں کہ شق ا۔ ب۔ ج اور د میں کیا اضافہ کریں گے۔

مثال نمبر ۵

شعبۂ عمومی:۔

ا۔ گزشتہ سال کتنی رپورٹیں آپ نے مرکز کو بھجوائیں۔ ۵

ب۔ کتنے عام اجلاس منعقد کئے ۱

ج۔ کتنے عاملہ کے اجلاس منعقد کئے۔ ۲

وغیرہ وغیرہ

نصب العین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مثال نمبر ۶۔

شعبۂ تربیت:۔

ا۔ کتنے انصار باجماعت نماز پڑھنے کے عادی ہیں
ب۔ کتنے افراد جماعت نے آپ کی کوششوں سے غیر شرعی عادات و رسوم سے چھٹکارا حاصل کیا وغیرہ وغیرہ۔

شعبۂ تربیت کی شق ب کا نصب العین صرف اس صورت میں معین ہوگا۔ اگر جماعت کے کسی حصہ میں بعض بدعات پائی جائیں۔ اگر تمام جماعت غیر شرعی رسوم اور بدعات سے پاک ہے۔ تو اس حصہ میں کام صرف یہ ہو سکتا ہے۔ کہ انہیں آئندہ بھی بدعات سے محفوظ رکھنے کے لئے بار بار نصیحت کی جاتی رہے۔

یہ چند مثالیں جو اوپر درج کی جا رہی ہیں۔ یہ مکمل نہیں۔ بعض شعبوں کے صرف بعض حصے مثال میں واضح کئے گئے ہیں۔ تا کہ اس نمونہ پر ہر شعبہ کا تمام پہلوؤں سے جائزہ لینے کے بعد مقامی انصار اللہ نصب العین معین کریں۔ اور آئندہ سال بھر دعاؤں سے مدد مانگتے ہوئے اس نصب العین کی پیروی میں مصروف رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور بیش از بیش خدمتِ دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

والسّلام

مرزا طاہر احمد
صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

مصائب کفّارہ ہوتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

" مصائب گناہ کا کفارہ ہوتے ہیں۔ کرب اور گھبراہٹ کی کوئی بات نہیں ؎

خدا داری چہ غم داری

خدا تعالیٰ پر پورا ایمان اور بھروسہ ہو تو پھر انسان کو تنور میں ڈال دیا جائے اسے کوئی غم نہیں ہوتا۔ تکالیف کا بھی ایک وقت ہوتا ہے۔ اس کے بعد پھر راحت ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم ص۳۱۲)

ہمارے عقائد

فرمودہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برموقعہ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ منعقدہ ۲۰ تا ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۸ء

اللہ تعالیٰ

ہم احمدی مسلمان ہیں اور ایک خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ خدا جو واحد لاشریک ہے وہ ایک ہے، اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ واحد ہے اپنی ذات میں بھی اور اپنی صفات میں بھی۔ نہ اس کی ذات میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ اس کی صفات میں اس کا کوئی شریک ہے۔ وہ بے مثل و مانند ہے۔ وہ یکتا ہے۔ اور اس جیسا اور کوئی نہیں۔ وہ اپنی ذات اور صفات میں منفرد ہے۔ کوئی دوسرا اس کا مثل اور اس جیسا نہیں ہے۔ وہ ہر قسم کے نقائص کمزوریوں اور کوتاہیوں سے پاک ہے۔ کوئی نقص اور کمزوری اس کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ہمارا یہ ایمان ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آدم کی پیدائش سے بھی پہلے

خاتم الانبیاء تھے۔ اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ تمام انبیاء اور صلحاء اور اولیاء اور بزرگ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرے ہیں۔ انہوں نے تمام روحانی برکات آپ ہی کے طفیل حاصل کی ہیں۔ آپ کا وجود آدم سے لیکر قیامت تک ہر انسان کے لئے مجسم احسان ہے۔

قرآن کریم ——

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم ایک کامل اور مکمل کتاب ہے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس کی کوئی آیت یا آیت کا کوئی حصہ منسوخ نہیں ہوسکتا۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس کا کوئی لفظ منسوخ نہیں ہوسکتا۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس کے کسی لفظ کا کوئی حرف منسوخ نہیں ہوسکتا۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی کوئی زیر زبر اور پیش بدلی نہیں جاسکتی۔ اور قرآن کریم کی تعلیم میں کسی قسم کا تغیر اور تبدل نہیں کیا جاسکتا۔

مومن قوی دل ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"مومن قوی دل ہوتا ہے اس لئے کہ اس کا بھروسہ خدا تعالےٰ پر ہوتا ہے۔ پس اگر مصائب آئیں تو وہ اس کو پست ہمت نہیں بناتیں۔ بلکہ وہ مصائب میں اور بھی قدم آگے بڑھاتا ہے۔ اور اس کا ایمان پہلے سے اور زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ اور سچ پوچھو تو ایمان کا مزہ اور لذت انہی دنوں میں آتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صـ۴۳-۴۴)

— ارشادات طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام —

خُدا تعالیٰ کو راضی کرنے کا طریق

"ہم کیونکر خدا کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو۔ اس کا اس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ تقوے سے۔ سو اے میرے پیارے بھائیو کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ۔ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔

سب سے اوّل اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی اور ایسا ہی تیری آنکھ تیرے سارے اعضاء۔ ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پان کو پھیرتا رہتا ہے اور ردّی ٹکڑے کو کاٹتا اور باہر پھینک دیتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو۔ اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردّی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو [illegible]

ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔

پھر بعد اس کے کوشش کرو اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضاء اور تمام قویٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں۔ تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں۔ کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو اور یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر ایک عضو اور ہر ایک قوت اور ہر ایک وضع اور ہر ایک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر ایک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تیار کی ہے۔ سو اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔

اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائیگا دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کیلئے گڑھا درپیش ہے بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہیئے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جائے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور محسن حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔" (ازالہ اوہام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

مقامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لَاشَكَّ أَنَّ مُحَمَّدًا خَيْرُ الْوَرٰى
رِيْقُ الْكِرَامِ وَنُخْبَةُ الْأَعْيَانِ

تَمَّتْ عَلَيْهِ صِفَاتُ كُلِّ مَزِيَّةٍ
خُتِمَتْ بِهِ نَعْمَاءُ كُلِّ زَمَانِ

وَاللّٰهِ إِنَّ مُحَمَّدًا كَرِدَافَةٍ
وَبِهِ الْوُصُوْلُ بِسُدَّةِ السُّلْطَانِ

وَهُوَ فَخْرُ كُلِّ مُطَهَّرٍ وَمُقَدَّسٍ
وَبِهِ يُبَاهِيْ الْعَسْكَرُ الرُّوْحَانِيْ

وَهُوَ خَيْرُ كُلِّ مُقَرَّبٍ مُتَقَدِّمٍ
وَالْفَضْلُ بِالْخَيْرَاتِ لَا بِزَمَانِ

أَلْفَيْتُهُ بَحْرَ الْحَقَائِقِ وَالْهُدٰى
وَرَأَيْتُهُ كَالدُّرِّ فِي اللَّمَعَانِ

○ بے شک محمد صلے اللہ علیہ وسلم مخلوقات میں سے بہترین۔ شرفا کی روح اور عظیم شخصیات میں سے منتخب فرد ہیں

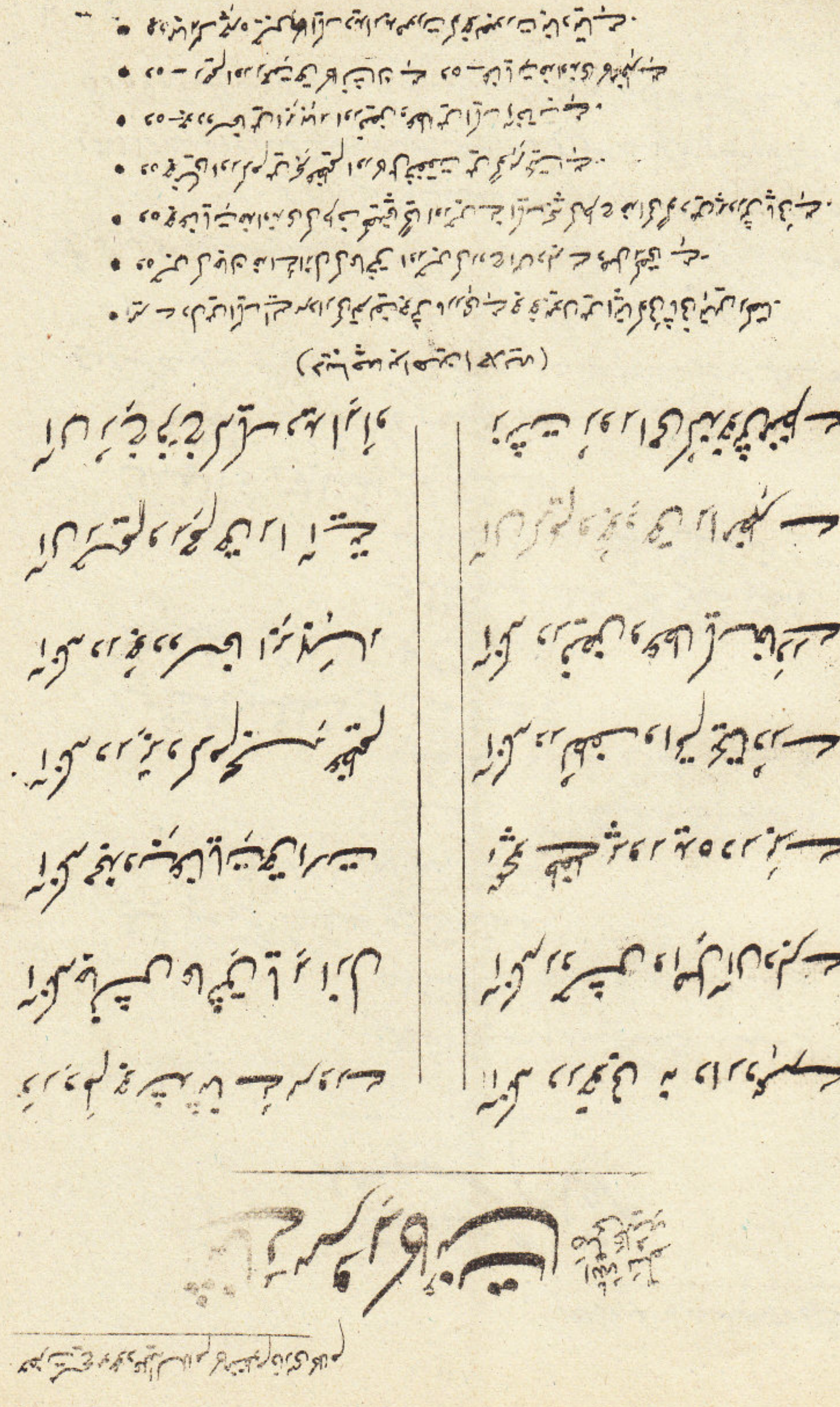
○ ہر فضیلت کی صفات اور ہر دور کی نعماء آپ کی ذات پر ختم ہیں۔

○ خدا کی قسم! محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی حیثیت خلیفۃ اللہ کی ہے۔ اور آپ ہی کے توسط سے دربار شاہی میں رسائی ممکن ہے

○ آپ ہر مطہر اور مقدس کا فخر ہیں اور افواج روحانی آپ کی ذات پر نازاں ہیں

○ آپ تمام متقدم مقربین سے افضل ہیں۔ اور فضیلت نیکیوں اور اوصافِ حمیدہ پر موقوف ہے نہ کہ زمانہ پر۔

* میں نے آپ کو حقائق اور ہدایت کا سمندر پایا۔ اور آب و تاب میں آپ ایک گوہر تابدار کی مانند دیکھا۔



صحابہ کرامؓ کا اسوۂ حسنہ اختیار کرو

جو شخص صبر کرتا ہے اور اپنا معاملہ خدا پر چھوڑتا ہے

خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرتا

(تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء)

"نہ کسی سے لڑو نہ جھگڑو۔ جو لوگ گالیاں دینے والے ہوں، ان کے پاس چپکے سے گزر جاؤ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَاماً

خدا کے سچے مخلص بن جاؤ۔ خدا بے خبر نہیں اس کو ہر بات کی خبر ہے۔ جہاں دو ہوتے ہیں وہاں تیسرا خدا ان کو دیکھتا ہے۔ اور جہاں تین ہیں اس جگہ چوتھا خدا بھی موجود ہے۔ اگر تمہارے نفسانی جوش غالب رہیں اور تم بھی دوسروں کی مانند بدزبانی کرو اور یہی خواہش کرو کہ ہمارے ارادے پورے ہو جائیں تو پھر تم میں اور دوسروں میں کیا فرق ہوگا۔

ایسا نمونہ دکھلاؤ کہ مخالف شرمندہ ہو جائے۔ نیکی کے ساتھ دوسروں کو شرمندہ کرو۔ خدا نے ہمیں فرمایا ہے کہ امن کے ساتھ اور نرمی کے ساتھ اپنا کام کریں جاری

مصیبتیں بلائیں برداشت کرو - اور اپنا معاملہ خدا پر چھوڑو۔ یقیناً سمجھو کہ جو شخص ہر ایک حملہ کے وقت صبر کرتا ہے - اور انتقام کو خدا پر چھوڑتا ہے۔ خدا اس پر نظر رکھتا ہے اور اس کو ہرگز ضائع نہیں کرتا۔ دُنیا اگر تم پر ہنسی کرے تو بیشک کرے۔ تم دنیا کی ہنسی کی پرواہ نہ کرو۔ اور یاد رکھو کہ خدا پرانا نہیں ہو گیا اور نہ بوڑھا ہو کر پیر فرتوت ہو گیا ہے بلکہ وہ وہی قادر و توانا خدا ہے۔ جو موسےٰ کے وقت میں تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھا۔ اس کی طاقتوں میں کچھ فرق نہیں آگیا۔ یاد رکھو کہ جو کچھ میں نے کہا ہے جو اس پر عمل نہ کرے وہ میری جماعت میں نہیں۔

اللہ تعالےٰ دین کی حکمتِ عملی کو خوب جانتا ہے۔ بہت لوگ شکایت کے رنگ میں خط لکھتے ہیں کہ ہم فلاں مسجد سے نکالے گئے۔ ایسے موقعہ پر صبر کرنا چاہیئے۔ اگر تم دشمنوں سے مار کھاتے ہو تو صحابہؓ کی طرف نظر کرکے دیکھو ان کے تو خون گرائے گئے تھے۔ دیکھو انسان خدا کو کس طرح راضی کر سکتا ہے۔ اس کی رضامندی کی راہ کے واسطے صحابہ کرامؓ کا اسوۂ حسنہ اختیار کرو۔"

"ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دُور ہے۔ ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے اور وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا۔ اور وہ جو اس کے لئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا۔"

(کشتی نوح)

مکرم عبدالرحیم صاحب راٹھور

وحیِ ربّانی

آب ہے وہ نعمتِ پروردگار / زندگانی کا ہے جس پر انحصار
اس سے ملتا ہے طبیعت کو سکوں / تشنگی پاتی ہے اس سے ہی قرار
جب برستا ہے یہ کوہ و دشت پر / وادیاں بنتی ہیں رشکِ نوبہار
پھول کھلتے ہیں زمیں پر رنگ رنگ / نرگسِ شہلا گلاب و گُل انار
تازگی ملتی ہے سب اشجار کو / سرو و سنبل ہو کہ شمشاد و چنار
بارشِ رحمت نہ ہو گر بار بار / خاک ہو جائیں جہاں کے لالہ زار

وقت کی بارش ہے رحمت کا نشاں
اس پہ جاری ہیں جہاں کے کاروبار

وحیِ ربّانی ہے وہ آبِ حیات / رُوح کی احیاء کا ہے جس پر مدار
ہستیٔ باری تعالیٰ کا نشاں / قدرتِ کامل کا ناطق شاہکار
گُلشنِ روحانیت کی رنگ و بو / چہرۂ دینِ الٰہی کا نکھار
بوستانِ دیں اسی سے تازہ ہے / ورنہ مذہب خشک ہیں یاں بے شمار
سلسلہ اس کا اگر جاری نہ ہو / ختم ہو سب رونقِ لیل و نہار

اے نجیبو! عشق میں کیا لطف ہے | گر نہ ہو حاصل کبھی گفتارِ یار

اپنے بندوں سے نہ ہو گر ہمکلام
پھر وجودِ حق کا کیا ہے اعتبار

کہہ گئے ہیں سب بزرگانِ سلف | بحرِ رحمت ہے خدا کا بے کنار
وحیٔ تشریعی مکمّل ہو گئی، | وحیٔ تشریحی کے جاری ہیں بحار
سب کمالاتِ نبوّت ختم ہیں | سیّد الابرار پہ بالافتخار
آپ کے ہی فیض کے مرہون ہیں | عالمِ روحانیت کے شہریار
سرورِ کونین کا ہی نور ہے | جو ملا سب انبیاء کو مستعار
محسنِ انسانیت پر ہوں سلام | روز و شب، صبح و مسا لاکھوں ہزار

گنبدِ خضرا پہ با عزّ و وقار
بارشِ رحمت کی دائم ہو پھوار

آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا ان لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے۔ جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ سو خدا کی طرف آ جاؤ اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو۔ اور اس کے فرائض میں سستی نہ کرو۔ اور اس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو کہ یہی راہ نجات کی ہے۔" (کشتی نوح)

مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر

۳۱۳ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۳۔ حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

میر صاحب موصوف شہر سیالکوٹ کے رہنے والے اور مشہور علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت میر حسام الدین صاحب کے تعلقات قدیم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھے۔ دونوں باپ بیٹا صحابی تھے۔ اور حضور کی بیعت میں شامل تھے۔ اور صدق و اخلاص کا نمونہ تھے۔ خدا تعالےٰ نے آپ کو غیر معمولی قابلیت سے نوازا ہوا تھا۔ آپ سیالکوٹ شہر اور مضافات میں اپنی نیکی، تقویٰ، دیانتداری اور خدمت خلق کی وجہ سے بہت ہی نیک شہرت رکھتے تھے۔ عوام و خواص آپ کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔

آپ نے حصول تعلیم کے بعد جموں کچہری میں اہلمد کی ملازمت اختیار کی۔ جموں میں کچھ عرصہ ملازمت کر کے آپ کی تبدیلی سیالکوٹ میں ہو گئی۔ اور تا اختتام ملازمت سیالکوٹ میں ہی ملازمت کرتے رہے۔ آپ اہلمد سے ترقی کر کے ضلع کچہری کے سپرنٹنڈنٹ ہو گئے تھے۔ اور بالآخر آپ رجسٹرار کے عہدہ پر فائز ہو گئے۔ یہ محکمہ رشوت ستانی کی وجہ سے بہت بدنام تھا۔ مگر آپ اس محکمہ میں بہت ہی اعلےٰ مقام و مرتبہ رکھتے تھے۔ مسلمان، ہندو اور سکھ آپ کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ اور آپ کے بلند اخلاق اور اوصاف جمیلہ کا ہر شخص مداح تھا۔

آپ ایک نافع الناس وجود تھے۔ فارغ اوقات میں آپ جماعت اور سلسلہ کی تائید میں کوئی نہ کوئی کام کرتے۔ آپ نے کئی نظمیں تحریر کی ہیں۔ آپ کا منظوم کلام رباعیات حامد کے نام سے موسوم ہے۔ اور جماعت کے کئی سالانہ جلسوں میں آپ نے حاضرین کو اپنے کلام سے محظوظ کیا۔ آپ نے کئی کتب تالیف کیں۔ آپ کی مندرجہ ذیل کتب شائع شدہ موجود ہیں۔

۱۔ پنج ارکان اسلام
۲۔ مسلمانوں کا خدا
۳۔ سخن معقول
۴۔ قول فصیح
۵۔ النصح

آپ کتنے خوش قسمت ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے متعلق تحریر فرمایا:۔

"سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی۔ یہ سید صاحب محب صادق اور اس عاجز کے

مکرم فضل الٰہی صاحب انوری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی
شفقت علیٰ خلق اللہ

میرا موضوع آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کے اس پہلو پر روشنی ڈالنا ہے۔ جو شفقت علیٰ خلق اللہ سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی یہ بتانا کہ حسن و احسان کے اس پیکر عظیم نے مخلوقِ خدا سے کس قسم کا پیار کیا۔ وہ کون حسین نمونہ تھا۔ جو آپ نے اپنوں اور غیروں۔ دوستوں اور دشمنوں بلکہ ہر ذی روح مخلوق سے سلوک کے بارے میں اپنی امت کے لئے پیش کیا۔ جب ہم اس اعتبار سے سیرتِ نبوی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں رحمت اور شفقت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا ہے۔ ایسا سمندر کہ نہ دنیا نے اس سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ سنا۔ دنیا کفر اور ضلالت کے گڑھے میں ڈوب چکی تھی۔ ظلم اور فسق و فجور کا یہ عالم تھا کہ انسانیت انسان کو دیکھ کر شرما رہی تھی۔ جبر و ستم اور تاریکی کی گھٹائیں چھا چکی تھیں۔ انسانی روحیں اپنے پیدا کرنے والے کے آگے مجسم التجا بن کر رحم کی صدائیں بلند کر رہی تھیں کہ ایک مضطرب دل اٹھا اور آستانۂ الوہیت پر گر کر مخلوقِ خدا کے لئے کچھ اس طرح بے قرار ہوا کہ رحمتِ خداوندی جوش میں آگئی۔ اور اس نے محمدؐ کے وجود میں ایک ایسا انسان مبعوث فرمایا جس نے آن کی آن میں عرب کے بیابان میں انقلاب پیدا کر دیا۔ وہ جو اس بیابانی ملک میں سنگلاخ زمین کے اندر ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے زندہ ہو گئے۔ اور پشتوں کے بگڑے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہو گئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے۔ وہ اسی فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی وہ دعائیں تھیں۔ جو اس نے مظلوم اور مقہور مخلوق کے لئے اپنے خدا سے کیں۔

حسنِ خداوندی کا یہ مظہر اتم مخلوقِ خدا کے لئے کس کس طرح رحمت اور شفقت ثابت ہوا۔ انسانیت کی تاریخ کا ایک سنہری ورق ہے۔ آپ ایک شفیق بھائی۔ شفیق دوست۔ شفیق آقا۔ شفیق خاوند اور شفیق باپ کی حیثیت سے عرب کی سوسائٹی میں ابھرے آپ اپنے ہر ملنے والے سے ایسی محبت سے پیش آتے کہ وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ بیواؤں۔ یتیموں اور غلاموں

کے لئے تو آپ ہمدردی۔ محبت۔ اور شفقت کا ایک مجسم پیکر تھے۔ آپ کا شفقت بھرا سلوک اپنے غلام زید سے اس درجہ تک پہنچا ہوا تھا کہ جب ایک بار اس کا والد اور چچا اسے تلاش کرتے ہوئے مکہ پہنچے اور اسے ساتھ لے جانے کی خواہش کی۔ تو اس نے کہا۔ اے باپ میں محمدؐ کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ اور جب انہوں نے کہا اے زید کیا تو غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتا ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ اے میرے باپ میں محمدؐ کی غلامی پر ہزار آزادیاں قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔

حضورؐ کی فطرت میں ہمدردی خلائق کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسی جذبۂ حُبِّ انسانیت کے ماتحت آپ ایک ایسی مجلس کے ممبر بن گئے۔ جس کا کام غربا کی مدد کرنا اور ان کے حقوق کی نگہداشت کرنا تھا۔ اور آپ کو اس کا اس قدر احساس تھا کہ دعوئے نبوت کے بعد جب عرب کا بچہ بچہ آپ کا دشمن ہو چکا تھا بشمول قریش آپ کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے تو آپ ایک بدوی کو اس کا قرضہ دلانے کے لئے اپنے سب سے بڑے دشمن ابوجہل کے گھر جا پہنچے۔ اور اسے کہا کہ تم نے اس شخص کا کچھ قرضہ دینا ہے۔ وہ ادا کر دو۔ ابوجہل آپ کو دیکھ کر ایسا مرعوب ہوا کہ اسی وقت اس بدوی کا قرضہ ادا کر دیا۔

آپ نے ایک خاوند کی حیثیت سے اپنی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہؓ کے نزدیک اپنے لئے ایک خاص مقام پیدا کر لیا تھا۔ اور وہ آپ پر ہزار جان فدا کرنے کے لئے تیار تھی۔ چنانچہ جب خدا تعالیٰ کی ازلی تقدیر کے مطابق آپ پر وحی نبوت نازل ہوئی۔ اور آپ اس بارِ عظیم کا تصور کر کے کانپ اٹھے۔ جو آپ کے سپرد کیا جانے والا تھا۔ تو آپ کی ہی رفیقہ حیات آپ کی یہ کہہ کر ڈھارس بندھا رہی تھی کہ

كلا والله ما يخزيك الله ابدا
انك لتصل الرحم وتصدق
الحديث وتحمل الكل وتكسب
المعدوم وتقرى الضيف و
تعين على نوائب الحق

خدا آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا کیونکہ آپ تو وہ ہیں کہ اپنے دستِ شفقت سے اپنے عزیزوں کی سرپرستی کرتے ہیں۔ سچ بولتے اور غریبوں اور محتاجوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ گم گشتہ راہوں کی راہ نمائی کرتے ہیں۔ مہمانوں کی خبر گیری اور مظلوموں کی امداد کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔

منصبِ نبوت پر فائز ہونے کے بعد آپ کی فطرت کا یہ رنگ اور بھی ابھرا۔ اور آپ رحمت و شفقت کا پیغام لے کر دنیا کے سامنے آئے۔ مگر مکہ والوں نے اپنی شقاوتِ قلبی اور کدورتِ باطنی کے سبب اس نعمت کو ٹھکرا دیا۔

مکہ والوں کی یہ بے حسی ناقدری اور جور و جفا کو دیکھ کر آپ کو خیال آیا کہ کیوں نہ عرب کے دوسرے بڑے شہر طائف میں جا کر اس خوانِ نعمت کو پیش کیا

جائے جو اللہ تعالیٰ نے ان کی بھلائی کے لئے آسمان سے بھیجا تھا۔ چنانچہ آپ اپنے وفادار غلام زید کو لے کر طائف میں پہنچے۔ مگر وہ مکہ والوں سے بھی شقی القلب نکلے۔ انہوں نے آوارہ لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ جنہوں نے آپ پر پتھر برسائے۔ اور آپ کو اس قدر زخمی کر دیا کہ آپ سر سے پاؤں تک لہولہان ہو گئے۔ مگر کیا مجال کہ آپ نے اُف تک بھی کی ہو۔ آپ پیدل چلتے ہوئے اپنے جسم اطہر سے خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ بھی دعا کرتے جاتے تھے کہ

اے میرے رب ان لوگوں پر رحم فرما
کہ یہ نہیں جانتے کہ میں ان کے لئے
کیسی رحمت بن کر آیا ہوں۔

اس حالت میں آپ پر کشفی حالت طاری ہوتی ہے اور ملک الجبال حاضر ہو کر عرض کرتا ہے یا رسول اللہ حکم ہو تو طائف والوں پر ابھی سامنے کے دونوں پہاڑ الٹ کر انہیں تباہ کر دوں۔ مگر آپ فرماتے ہیں نہیں نہیں ایسا مت کرنا کیونکہ انہی لوگوں میں سے عنقریب وہ لوگ نکلیں گے جو اسلام کی خدمت کرنے والے ہوں گے۔

(بخاری کتاب بدء الخلق)

سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے اگر کسی کو کوئی گالی بھی دے تو اس کا خون کھولنے لگ جاتا ہے۔ مگر کیا شانِ دلربائی تھی اس پیکر رحمت کی کہ ظالم پتھروں کی بارش برساتے ہیں آپ کو لہولہان کر دیتے ہیں مگر آپ اس کا بال بیکا ہونا بھی پسند نہیں کرتے بلکہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے۔

پھر ایک وقت وہ آیا کہ آپ کو اپنے دفاع کے لئے تلوار ہاتھ میں لینا پڑی۔ مگر کیا مجال کہ اس کا وار کسی معصوم اور بے گناہ پر پڑا ہو۔ اور فتنہ فرو ہونے کے بعد وہ میان میں نہ آگئی ہو۔ آپ کو جنگیں بھی کرنی پڑیں۔ مگر آپ نے دشمن سے مقابلہ کے وقت شفقت اور رحمت کا پہلو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ چنانچہ آپ جو دستے دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ فرماتے ان کو آپ کا تاکیدی حکم تھا کہ

خبردار کسی شخص سے دھوکا نہیں کرنا۔ بچوں کو قتل نہیں کرنا۔ عورت پر ہاتھ نہیں ڈالنا مذہبی خانقاہوں کے لوگوں کو کچھ نہیں کہنا۔ بوڑھوں سے درگزر کرنا۔ کھیتوں باغوں اور آبادیوں کو ویران نہیں کرنا۔ اور اگر کوئی دشمن پناہ طلب کرے تو اسے فوراً اپنی پناہ میں لے لو۔

پھر یہ تاکید کی کہ جب تک عملاً لڑائی نہ ہو لے۔ قیدی نہ پکڑے جائیں اور جو قیدی پکڑے جائیں۔ ان سے نہایت درجہ نرمی اور شفقت کا سلوک کیا جائے۔

بدر کی جنگ کے بعد یہ نظارہ دیکھنے میں آیا کہ جو قیدی پکڑے گئے تھے۔ ان میں آپ کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے۔ صحابہ نے ان کے کراہنے کی آواز سنکر ان کی رسیاں ڈھیلی کر دیں۔ رحمت کے

اس لاپیکر نے جب دیکھا کہ ان کے چچا کی رسیاں ڈھیلی کردی گئی ہیں، تو آپ نے حکم فرمایا کہ سب قیدیوں کی رسیاں ڈھیلی کردی جائیں۔

جنگی کیمپوں میں دشمنوں کے ساتھ ظلم اور بربریت کا سلوک کرنے والی مہذب قومیں دیکھیں کہ کیا اس قسم کی شفقت اور رحمت کے سلوک کے نظارے کسی اور جنگی کیمپ میں بھی دیکھنے میں آئے ہیں۔

پھر اس سے زیادہ شفقت علی الخلق اللہ کی اور کیا دلیل ہوگی کہ آپ نے حکم دے رکھا تھا کہ لڑائی کے وقت کوئی سخت سے سخت دشمن بھی اسلام کا اظہار کرے تو اس نے مسلمانوں کا کتنا ہی خون کیوں نہ بہایا ہو۔ اور کیسا ہی نقصان کیوں نہ کیا ہو اس سے فوراً ہاتھ کھینچ لیا جاوے۔ آپ کا یہ اس قدر تاکیدی حکم تھا کہ ایک جنگ میں آپ کے ایک بہت ہی چہیتے صحابی حضرت اسامہ بن زید نے ایک ایسے شخص کو قتل کردیا جس نے مغلوب ہونے پر کلمہ پڑھ دیا تھا۔ جب آپ کو اس کا پتہ چلا۔ تو آپؐ حضرت اسامہؓ پر سخت ناراض ہوئے۔ اور بار بار فرمایا اے اسامہ تو نے اسے کیوں مارا اور جب اسامہ نے کہا کہ یا رسول اللہ اس نے ڈر کر کلمہ پڑھا تھا وہ دل سے مسلمان نہیں نہیں ہوا تھا تو آپ نے فرمایا

هل شققت قلبه

کیا تو نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھ لیا تھا

حضرت اسامہ کہتے ہیں کہ آپ نے اتنے درد سے یہ کلام فرمایا کہ میں نے خواہش کی کہ کاش میں اس واقعہ سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ ناراضگی میرے حصہ میں نہ آتی۔ کیا عجیب شفقت تھی آپ کی ایک ایسے شخص کے لئے جو کافر تھا آپ کے خون کا پیاسا تھا۔ اسلام کا دشمن تھا مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے آیا تھا۔ مگر ادھر وہ اسلام لانے کا اظہار کرتا ہے۔ اور ادھر آپ کے دل کے گوشے گوشے سے اس کے لئے ہمدردی اور شفقت کا دریا بہہ نکلتا ہے۔ اور جب آپ سنتے ہیں کہ اسے قتل کردیا گیا۔ تو آپ کی روح تڑپ اٹھتی ہے۔

پھر دنیا نے وہ نظارہ بھی دیکھا کہ ایک نہیں بلکہ ہزاروں جانی دشمن آپ کے قدموں میں لائے جاتے ہیں تو آپ ان کے جسموں کی تھرتھراہٹ اور روحوں کی گھبراہٹ کا اندازہ لگا کر انہیں معاف کردیتے ہیں۔ جب کوئی فاتح کسی شہر یا ملک میں داخل ہوتا ہے تو اس کی آنکھ کے اشارے سے ہزاروں۔ لاکھوں گردنیں کٹ جاتی ہیں۔ ان کے سرداروں اور سرغنوں کو چن چن کر مارا جاتا ہے۔ کئی معصوم جانیں تلف ہو جاتی ہیں۔ اور پرواہ نہیں کی جاتی۔ مگر دنیا کا یہ شفیق اور محسن مکہ میں جب فاتح بن کر داخل ہوتا ہے۔ دس ہزار قدوسی آپ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جو آپ کے ادنیٰ اشارے پر اپنی جانیں نچھاور کر دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں تو لوگوں کے لئے امن وامان کے دروازے کھل جاتے ہیں کبھی کے لئے ابوسفیان کا گھر امن کا گہوارہ بن جاتا ہے تو کسی کے لئے بلالؓ کا جھنڈا عافیت کا سایہ قرار پاتا ہے کوئی اپنے گھر کے دروازے بند کرکے خدا اور رسول

کی پناہ میں آجاتا ہے تو کوئی خانہ خدا میں جا کر اپنے آپ کو محفوظ کر لیتا ہے۔ اور اپنی جان کی امان حاصل کرتا ہے۔ اور جب سرداران مکہ اہل وہی سنگدل قریش جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ماننے والوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے تھے۔ جنہوں نے بے دست و پا مسلمانوں کو تپتی ریت پر لٹایا تھا جنہوں نے آل یاسر کو اپنے جور وجفا کا نشانہ بنایا تھا۔ اور جنہوں نے آپ کی چہیتی بیٹی کو نیزہ مار کر اونٹ سے گرایا تھا گرفتار ہو کر آپ کے سامنے لائے جاتے ہیں۔ اور وہ محسوس کر رہے ہیں کہ آج ان کی سزا موت کے سوا کچھ نہیں ہوسکتی تو دربار نبوی سے

لا تثریب علیکم الیوم

کی آواز بلند ہوتی ہے۔ ان کے کان یقین نہیں کرپاتے کہ کیا ایک قاتل کو معاف کیا جاسکتا ہے۔ کیا ایک خونی کی جان بخشی ہوسکتی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ حقیقت بن کر ان کے سامنے آجاتا ہے۔ اور وہ ظالم اور مفتوح ہوتے ہوئے ہنسی خوشی اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں۔

اگر جانی دشمنوں کے لئے آپ کی شفقت کا یہ عالم تھا تو اپنے عزیزوں اور محبوں کے لئے آپ رحمت کا ایک سمندر تھے۔ آپ کا اپنی بیویوں سے حسن معاشرت بیٹیوں سے شفقت صحابہ سے محبت اور خادموں، یتیموں اور بیواؤں کے لئے رحم کے جذبات اس حقیقت کی عکاسی کرنے کے لئے کافی ہیں۔

حضرت زیدؓ کا واقعہ پیچھے گزر چکا ہے۔ آپ کے ایک اور خادم حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ میں نے دس سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی مگر ایک بار بھی آپ مجھ پر غصہ نہ ہوئے۔ نہ ہی میرے کام کرنے پر فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا۔

پھر آپ نے اپنی عالمگیر تعلیم چھوڑی ہے جو سراسر رحمت اور شفقت سے بھری پڑی ہے۔ آپ کی بعثت سے قبل عورت کی مظلومیت کا یہ حال تھا۔ کہ اسے معاشرہ میں کچھ حیثیت حاصل نہ تھی۔ اسے جنس بے وفا اور جسد بے روح خیال کیا جاتا تھا۔ آپ نے عورت کی تینوں حیثیتوں بیٹی، بیوی اور ماں کو ان کا صحیح مقام عطا فرمایا۔ اگر بیٹی کی صحیح پرورش اور نگہداشت کرنے والے کو جنت کا ارشاد فرمایا تو اس کے بیوی بن جانے پر اس کے ساتھ انتہائی نرمی اور شفقت کے ساتھ پیش آنے کی تاکید فرمائی بلکہ اعلان فرمایا کہ

خیرکم خیرکم لاھلہ
وانا خیر لاھلی

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔ (اور یاد رکھو میں جو خیر الرسل اور سید ولد آدم ہوں تو میرا سلوک اپنی بیویوں کے ساتھ تم سے بہتر اور اعلیٰ ہے)

اور ماں کو تو وہ درجہ عطا فرمایا کہ

الجنۃ تحت اقدام امھاتکم

فرما کر اولاد کے لئے جنت کے حصول کی تمام راہوں کو والدہ کی اطاعت اور خدمت کے ساتھ وابستہ کر دیا۔

ضرورت محسوس کی۔ تو انہوں نے لاکھوں روپے جو بطور جزیہ وصول کئے تھے عیسائیوں اور یہودیوں کو واپس کر دیئے۔ اس کا ان لوگوں پر اتنا اثر ہوا کہ جب مسلمان اس علاقہ کو خالی کر رہے تھے۔ تو یہودی اور نصاریٰ رو رو کر انہیں الوداع کہہ رہے تھے۔ اور دعا کر رہے تھے کہ خدا تمہیں پھر ہمارے ملک میں واپس لائے۔

آخر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفقت علی الخلق اللہ کی ایک اور مثال دے کر میں اپنے خطاب کو ختم کرتا ہوں۔ جب طے قبیلہ سے مسلمانوں کی جنگ ہوئی اور مسلمانوں نے ان پر فتح پائی۔ تو گرفتار ہونے والے مشرکین میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو علم ہوا کہ یہ اس شخص کی بیٹی ہے۔ جو اگرچہ مشرک تھا مگر اسلام کے ایک نمایاں خلق یعنی سخاوت اور مہمان نوازی میں شہرت رکھتا تھا تو آپ نے اس کے باپ کی اس نیکی کے عوض اس کی ساری قوم کو معاف کر دیا۔

یہ وہ نمونہ تھا جو آپ نے اپنے وجود سے دکھلایا۔ اور پھر اپنی امت کو اس پر کاربند رہنے کی تلقین فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

لازوال عزّت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"زمین تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ اور اپنی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو۔ کیونکہ خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو کہ نہیں۔"

(کشتی نوح)

میں بھی تھا اور عجز و انکسار کی ایک علامت۔ کرسیاں
بہت معمولی استعمال کرتے۔ بعض غیر از جماعت امراء
ملنے کے لئے آتے تو کبھی اس کا اظہار بھی کر دیتے
در اصل آپ زیبائش کے کاموں سے بے نیاز
تھے۔

اپنے لئے امتیازی جگہ کو پسند نہ فرماتے۔ بلکہ
اوروں کو بھی وہاں بٹھا لیتے۔ کسی کو کمتری کا احساس
نہ ہونے دیتے۔ غضِ بصر آپ کا ایک خاص خُلق
تھا۔ کبھی پوری آنکھیں نہ کھولتے۔ اس خلق نے
آپ میں بہت خوبصورتی پیدا کر دی تھی۔ نمازوں
میں بھی یہی کیفیت رہتی۔ اور مجالس میں بھی یہی۔
آپ دوسروں کی عزتِ نفس اور احساسات کا بہت
خیال رکھتے۔ میں نے اس میں کبھی فرق آتے نہیں
دیکھا تھا۔

پاکستان بننے کے دو سال بعد آپ حضرت
خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا وطن بھیرہ دیکھنے
کے لئے تشریف لے گئے۔ تو خاکسار آپ کے ساتھ
اسی کار میں تھا۔ بھیرہ میں داخل ہوئے تو اہلِ شہر سڑک
دونوں طرف آپ کی زیارت کے لئے کھڑے تھے۔
ایک افریقن طالب علم آپ کے سامنے اس طرح کھڑا
ہو گیا کہ دوستوں کو چہرہ نظر نہ آتا تھا۔ خاکسار نے
اسے وہاں سے ہٹ جانے کے لئے کہا تو اس
کے چہرہ پر افسردگی کے آثار ظاہر ہوئے آپ نے مجھے
فرمایا کہ کسی کو کسی جگہ سے ہٹایا جائے تو پہلے اسے
دوسری جگہ بتا دینی چاہیئے۔ جہاں وہ بیٹھ جائے تاکہ
وہ اسے اپنی عزت کے خلاف نہ سمجھے خاکسار کے
لئے یہ بڑا سبق تھا۔

ایک مرتبہ خاکسار آپ کی خدمت میں حاضر ہونے
کے لئے دھرمسالہ گیا۔ جس جگہ مجھے ٹھہرایا گیا۔ اس کے
غیر تسلی بخش ہونے کا اظہار مجھ سے ہو گیا۔ اگلی مرتبہ وہاں
گیا تو آپ نے ازراہِ شفقت خاکسار کو اپنے کمرہ
کے قریب کمرہ ٹھہرایا۔ کھانا خاکسار کے ساتھ کھایا اور
میرے پاس تشریف فرما ہو کر کافی دیر تک باتیں کرتے
رہے۔

اسی طرح ایک دفعہ آپ تفریح اور شکار کے لئے
پھیروچیچی تشریف لے گئے ہوئے تھے جو دریا کے
کنارے پر ہے۔ خاکسار بھی وہاں پہنچا۔ دریا کی سیر کے
وقت کشتی میں صرف ایک اور کی گنجائش تھی۔ اور ہم دو باہر
کھڑے تھے بوجوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ
صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور خاکسار۔ آپ نے ہم
پر ایک نگاہ ڈالی۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب کو بلا لیا۔
خاکسار نے اپنے خط میں اس کا اظہار کیا۔ اگلی اتوار جب
میں قادیان میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو باہر جاتے
کے لئے تیار تھے۔ خاکسار کو اپنے ساتھ بٹھا کر لے
گئے۔ اور اس طرح سارا دن صحبت نصیب ہوئی۔ یہ گویا
پہلی مرتبہ کی تلافی کے طور پر تھا۔

خدام سے اگر کوئی غلطی بھی ہو جاتی تو چشم پوشی
فرماتے اور گرفت نہ کرتے۔ آپ مالیر کوٹلہ تشریف لے
جا رہے تھے۔ خاکسار نے بیاس سٹیشن پر شامل ہونا تھا
وقت مقررہ سے دو گھنٹے [illegible]

فرماتے رہے اور کھانا بھی نہ کھایا۔ خاکسار کو صرف اتنا فرمایا کہ اتنی دیر کیسے ہوگئی۔ میں نے عذر پیش کیا۔ آپ نے اس پر اور کچھ نہ فرمایا۔ کھانے سے فارغ ہوکر اپنے ساتھ ہی کار میں خاکسار کو جگہ دی۔ اور اس طرح رات کا بڑا حصّہ باتیں سننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس سفر سے واپسی پر حضرت درد صاحب مرحوم نے مجھے گاڑی پر جانے کا فرمایا۔ میں آپ سے اجازت لے کر نکلا۔ تو واپس بلاکر فرمایا کہاں جا رہے ہو۔ میں نے عرض کیا گاڑی پر۔ فرمایا نہیں۔ آپ میرے ساتھ جائیں گے۔ شفقت کا یہ عالم تھا کہ لدھیانہ پہنچ کر مجھے گاڑی کے ذریعہ جانے کا ارشاد فرمایا تاکہ آپ سیدھے قادیان تشریف لے جاسکیں۔ گاڑی کے وقت کا پتہ منگوایا ٹکٹ منگوایا۔ اور سٹیشن پر انتظار فرماتے رہے۔ گاڑی چلنے سے چند منٹ رہ گئے۔ تو فرمایا۔ اب آپ سوار ہو جائیں اور ہم بھی چلتے ہیں۔

مہمان نوازی کا بھی آپ پورا خیال رکھتے

ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے نکل گیا۔ رات کھانا بھجوانے کے بعد کسی خادم سے اونچی آواز میں فرما رہے تھے کہ ابھی تک دودھ کیوں نہیں بھیجا۔ چنانچہ اسی وقت دودھ آ گیا۔ سفروں میں کھانا خدام کے ساتھ تناول فرماتے اور خوب لطائف اور معارف کا سلسلہ جاری رہتا۔

آپ کی سیرت کا ایک نہایت نمایاں پہلو آپ کی شدید محنت کی عادت اور اولوالعزمی تھا اور خدائی الہام کہ "وہ جلد جلد بڑھے گا" کے مطابق نو عمری سے ہی آپ میں یہ خصائل پیدا ہو گئے تھے۔ آپ کبھی مشکلات سے نہ گھبراتے تھے بلکہ نہایت ثابت قدمی اور پامردی اور حکمت اور دانائی کے ساتھ اپنے مقصد کی طرف بڑھتے تھے۔ کسی روک کو روک نہ سمجھتے۔ خلافت کا بار بھی آپ پر ۲۵ سال کی عمر میں پڑ گیا تھا۔ لیکن اس سے بہت پہلے ہی آپ نے بڑے بڑے کام کرنے شروع کر دیئے تھے۔ تصنیف اور تقریر کے لئے سترہ سال کی عمر کوئی عمر نہیں ہوتی لیکن آپ نے مارچ ۱۹۰۶ء میں رسالہ تشحیذ الاذہان نکالا جس میں آپ کے بلند پایہ مضامین چھپنے شروع ہو گئے۔ اسی سال دسمبر میں جلسہ سالانہ پر آپ کی تقریر "شرک" کے موضوع پر ہوئی جس میں آپ نے سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع کی پُر معارف تفسیر بیان فرمائی۔ یہ تقریر اخبار "الحکم" ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء کے صفحات ۶ تا ۱۰ پر چھپی ہوئی میرے پاس موجود ہے۔ اس کے متعلق ہمارے سلسلہ کے ادیب اور شاعر قاضی ظہور الدین صاحب اکمل کا تأثر بھی الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء میں صفحہ ۶ پر آیا ہے۔ جو تقریر ہونے کے بعد کا ہے لیکن اس کے شائع ہونے سے پہلے کا۔ اس میں وہ فرماتے ہیں:-

"میں ان کی تقریر ایک خاص توجہ سے سنتا رہا۔ کیا بتاؤں فصاحت کا ایک سیلاب تھا جو اپنے زور سے بہہ رہا

تھا۔ واقعی اتنی چھوٹی عمر میں خیالات
کی پختگی اعجاز سے کم نہیں۔ میرے
خیال میں یہ بھی حضور علیہ السلام کی
صداقت کا ایک نشان ہے۔ اور
اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ مسیح پاک
کی تربیت کا جوہر کس درجہ کمال
پر پہنچا ہوا ہے۔ آپ نے سورۃ لقمان
کی وہ آیات پڑھیں۔ جن میں حضرت
لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے
ہیں ..... پھر آپ نے روحانی کمالات
پر عجیب طرز سے بحث کی ..... غرضکہ
یا بُنیّ اقم الصلوٰۃ الآیۃ کی
عجیب بے مثل تفسیر کی۔"

اسی عمر میں اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کے ذریعہ آپ کو سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھائی جو آپ ساری عمر مختلف پیرایوں میں نئے نئے معارف بیان کرتے رہے۔

اس کے کچھ بعد ہی آپ نے دہلی جیسے مقام پر دو پبلک لیکچر نہایت اہم مضامین پر دیئے اور جلسہ سالانہ ۱۹۰۸ء میں تقریر فرمائی۔ اہم موضوعات پر یہ اعلیٰ درجہ کی تقاریر اور ساتھ ساتھ بلند پایہ علمی مضامین بڑی محنت اور جانفشانی چاہتے تھے۔ اور لوگوں کے لئے یہ حیرت انگیز تھا کہ ایک شخص ۱۸ - ۱۹ سال میں اس کی توفیق پا رہا ہے۔ ان دنوں بھی آپ کی محنت کا یہ عالم تھا کہ آپ ایک دفعہ ۴ر نومبر ۱۹۰۹ء میں ڈپٹی فقیر اللہ صاحب کو تحریر فرماتے ہیں:۔

"آج کل ایک لمبا چوڑا مضمون لکھ رہا
ہوں۔ دن اور رات اس میں منہمک
رہتا ہوں ...... اس مادی دنیا سے
ایک حد تک انقطاع لازم ہے"۔
(تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۹۵)

یہ یاد رہے یہ خلافت سے بہت پہلے کی باتیں ہیں۔ یہ زندگی کیا تھی شروع سے ہی محنت اور جفاکشی اور ہنگاموں سے بھری ہوئی تھی۔ اور اولوالعزمی کی تصویر تھی۔ اس وقت بھی بڑے بڑے مقاصد حاصل کئے جا رہے تھے۔

فروری ۱۹۱۰ء سے آپ نے قادیان میں نماز مغرب کے بعد درس قرآن کریم دینا شروع کر دیا۔ اور پھر ساری عمر ہی کسی نہ کسی شکل میں جاری رہا۔ اپنی خلافت میں دو بارہ تو اس طرح دیا کہ ظہر سے مغرب تک درس ہوتا۔ اور بقیہ وقت سننے والوں کے لئے یاد کرنے اور دوبارہ تفصیلی نوٹ لکھنے کے لئے۔ پہلی بار ۱۹۲۲ء میں۔ اور دوسری مرتبہ ۱۹۲۸ء میں ہوا۔ ۱۹۲۸ء والے میں خاکسار بھی پورا مہینہ شامل رہا۔

اس کے بعد خاکسار نے ۱۹۲۲ء والے درس کے نوٹ حاصل کر کے انہیں بھی نقل کر لیا۔ اور اس طرح پہلے پارہ سے سورہ کہف تک نوٹ مکمل ہو گئے۔ بعد میں آپ نے تفسیر کبیر

تصنیف فرمائی۔ جو ایک بے نظیر تفسیر ہے۔ اس
میں ۱۹۲۸ء والے درس کے نوٹ تو مکمل آگئے۔
اور ۱۹۲۳ء والے کسی قدر۔ خطباتِ جمعہ میں
آپ عام طور پر سورۂ فاتحہ کے معارف بیان فرماتے۔
جو ختم ہونے میں ہی نہ آتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ارشاد
پر آپ نے ستمبر ۱۹۱۱ء میں عید الفطر کا خطبہ بھی دیا
جو الحکم ۱۴/۲۱ میں شائع ہوا اور میرے پاس بھی
موجود ہے۔ افسوس ہے یہ خطبہ ان خطبات عید الفطر
میں شائع نہیں ہوا۔ جو فضل عمر فاؤنڈیشن کے زیر
اہتمام کتابی شکل میں شائع کئے گئے ہیں۔ اس میں
۱۹۱۳ء سے دیئے گئے ہیں۔ لیکن یہ ۱۹۱۱ء والا
رہ گیا ہے۔ حالانکہ یہ بھی باوجود آپ کی نوعمری کے
ایسا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے
اس کے متعلق فرمایا۔

"میاں صاحب نے جمعہ کے دن لطیف
سے لطیف خطبہ سنایا۔ وہ اور بھی
الطف ہوگا۔ اگر تم اس پر غور کروگے
میں اس خطبہ کی بہت ہی قدر کرتا ہوں
اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ وہ خطبہ
جمعہ کا عجیب سے عجیب نکات معرفت
کے اپنے اندر رکھتا ہے ......"
(ضمیمہ الحکم ۱۴/۲۱ ستمبر ۱۹۱۱ء
صفحہ ۱۰)

آپ کی محنت کا یہ عالم تھا کہ ۱۹۲۴ء میں
لنڈن کی مذاہب کانفرنس کے لئے آپ نے
"احمدیت یا حقیقی اسلام" جیسی ضخیم اور شاندار
کتاب آپ نے ۲۴ مئی ۱۹۲۴ء کو سخت گرمی
کے موسم میں شروع کرکے ۶ جون ۱۹۲۴ء کو یعنی
دو ہفتہ میں مکمل کردی۔ اور پھر اس کا انگریزی
ترجمہ ہوا۔ اور کانفرنس سے پہلے ہی منتظمین کو
لنڈن بھیجدیا گیا۔ چونکہ یہ بڑی کتاب ہونے کی
وجہ سے وہاں پڑھی نہ جاسکتی تھی۔ اس لئے آپ
نے اس کا خلاصہ بھی تحریر فرمایا۔ جو الگ شائع
شائع ہوا اور وہاں پڑھ کر سنایا گیا۔ یہ کتاب
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "اسلامی اصول
کی فلاسفی" کی اپنے رنگ میں تفصیل معلوم ہوتی ہے
ایسی کتاب کا دو ہفتہ میں تصنیف کرلینا یقیناً دن
رات کی مسلسل اور شدید محنت اور توجہ کو چاہتا
تھا۔

اپنے اپنے موقعہ کے لحاظ سے اور بھی
آپ نے کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اور نہایت
پُر معارف امیر امان اللہ خان والئ کابل (جس نے
ہمارے ایک مبلغ کو شہید کروادیا) کے لئے
"دعوۃ الامیر" ایک عجیب کتاب ہے۔ شہزادہ
ویلز کے ہندوستان آنے پر فروری ۱۹۲۲ء میں اسے
"تحفہ شہزادہ ویلز" وفد کے ذریعہ بھجوا کر اسلام
کی تبلیغ کا حق ادا کیا۔ اکتوبر ۱۹۲۸ء میں سیالکوٹ
کے جلسہ سالانہ کے لئے وہاں کے امیر صاحب
محترم بابو قاسم الدین صاحب کی درخواست پر کہ

وہاں کے لئے کوئی پیغام دیں۔ آپ نے "احمدیت کا پیغام" تصنیف فرما کر وہاں آپ کی طرف سے پڑھ کر سنانے کے لئے بھیجا۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے اسے قریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں پڑھ کر سنایا۔

یہ پیغام بھیجا تو ایک جلسہ کے لئے گیا۔ لیکن ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ اب تک کئی زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں چھپ چکا ہے۔ اسی طرح اور بہت سی کتابیں۔ اور درحقیقت جماعت کے جلسہ ہائے سالانہ پر آپ کے دوسرے دن کی علمی تقریر جو بعد میں چھپ جاتی تھی ایک مستقل حیثیت کی کتاب ہوتی تھی۔ اور اس طرح آپ کی یک صد سے کم کتابیں نہیں ہونگی۔ خطباتِ عیدین اور خطبات جمعہ ان کے علاوہ۔ ان سب کو ملا کر آپ نے علم کا ایک عظیم الشان خزانہ چھوڑا ہے۔

صرف دینی اور علمی مضامین پر ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی وقتاً فوقتاً سیاسی راہنمائی کے لئے بھی آپ نے بہت کچھ لکھا۔ آپ کسی ضرورت کے موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ اور فوراً مسلمانوں کو بڑی زوردار اور پُر از دلائل تحریرات سے توجہ دلاتے رہتے۔ خالص دینی حصہ کی طرح اس کی تفصیل بھی بہت زیادہ ہے۔

- • "معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ"
- • "ترک موالات و احکام اسلام"
- • "ہندو مسلم فسادات اور ان کا علاج اور مسلمانوں کا آئندہ طریق عمل"
- • سائمن کمیشن کے آنے پر راہنمائی۔
- • شیعہ سنی فسادات کے وقت دردمندانہ اپیل
- • "نہرو رپورٹ پر تبصرہ"
- • کشمیر کی آزادی کے لئے نہایت عظیم الشان راہ نمائی
- • مسلم لیگ کے ساتھ تعاون کے لئے اپیلیں اور اسی قسم بیسیوں مواقع پر زبردست مضامین اور کتب اور پمفلٹ۔

غرضیکہ آپ کی ساری زندگی دینی، علمی اور سیاسی خدمت سے بھرپور رہی۔ اور حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح ایک شخص یہ سارے کام نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکتا ہے۔

ایک دفعہ خاکسار کے دریافت کرنے پر آپ نے بتایا کہ آپ رات کے ایک ایک دو دو بجے تک مطالعہ فرماتے اور لکھتے ہیں۔ اور پھر فجر سے پہلے نوافل بھی پڑھتے ہیں۔ اور ایک زمانہ تک تو فجر کی نماز کے بعد آرام بھی نہ فرماتے تھے۔ لیکن پھر یہ آرام کرنا شروع کردیا۔ اس سے آپ کی محنت اور جفاکشی کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ اور یہ ساری عمر ہی رہی۔

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ کی
آخری بیماری کو اللہ نے رکھ کر آپ عمر اور وقت
کی قید سے آزاد تھے۔ نوجوانی میں آپ کو دیکھ
کر یہ احساس نہیں ہوتا تھا کہ آپ نوجوان ہیں۔
اور بڑی عمر میں یہ نہیں ہوتا تھا کہ آپ بوڑھے
ہیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے علم اور

تقوے کی ایسی نورانی چادر پہنائی گئی۔ جو آپ کی
عمر وغیرہ کو چھپائے ہوئے تھی۔
اللہ تعالیٰ کی بے شمار برکتیں اور رحمتیں ہوں
اس مبارک وجود پر۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ماہنامہ "انصار اللہ"

ماہنامہ "انصار اللہ" مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ہے۔ اس رسالہ نے گزشتہ انیس سال میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تربیت کی ذمہ داری کو بڑے عمدہ رنگ میں پورا کیا ہے۔ قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے اس رسالہ کے متعلق فرمایا کہ

"یہ رسالہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی قابلیت کے ساتھ لکھا اور ترتیب دیا جاتا ہے۔
اس کے اکثر مضامین بہت دلچسپ اور دماغ میں جلا پیدا کرنے اور روح کو
نئی روشنی عطا کرنے میں بڑا اثر رکھتے ہیں۔ پس انصار کو چاہیئے کہ اس رسالہ
کو ہر جہت سے ترقی دینے کی کوشش کریں۔"

اس رسالہ کی قیمت صرف دس روپے سالانہ مقرر ہے۔ مجلس شوریٰ انصار اللہ ۱۳۳۸ہش/۱۹۵۹ء کے فیصلہ کے مطابق ہر مجلس اپنی گرانٹ میں سے کم از کم ایک رسالہ ضرور جاری کرائے۔ اس لئے ناظمین اعلیٰ / ناظمین اضلاع اور زعماء اعلیٰ / زعماء کرام اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں کہ کوئی ایسی مجلس نہ رہے کہ جہاں پر یہ رسالہ جاری نہ ہو
جزاکم اللہ احسن الجزاء

(مینیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

محترم اخوند فیاض احمد خان صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

(۳)

یُزَکِّیْہِمْ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پاک اور متقی لوگوں کی جماعت قائم کرنے کے لئے باذن اللہ تعالےٰ سلسلہ بیعت جاری فرمایا۔ اور سب سے پہلی بیعت ۲۳ر مارچ ۱۸۸۹ء کو بمقام لدھیانہ لی گئی۔ اس سلسلہ بیعت کے مقاصد کو ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے۔ تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو۔ وہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک اور مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں۔ اور ایک کاہل اور بخیل اور بے مصرف مسلمان نہ ہوں۔ اور نہ نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ اور نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے۔ اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں۔ اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں۔ کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں۔ اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔ خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامت خاص سے اس عاجز کی دعاؤں اور اس ناچیز کی توجہ کو ان کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہراوے۔ اور اس قدوس

جلیل الذات نے مجھے ہوش بخشا ہے
تا میں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں
مصروف ہو جاؤں اور ان کی آلودگی کے
ازالہ کے لئے رات دن کوشش کرتا رہوں
اور ان کے لئے وہ نور مانگوں جس سے
انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد
ہو جاتا ہے۔ اور بالطبع خدا تعالیٰ کی راہوں
سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اور ان کے لئے
وہ روح القدس طلب کروں جو ربوبیت
تامہ اور عبودیت خالصہ کے جوڑ سے پیدا
ہوتی ہے اور روح خبیث کی تحیز سے ان
کی نجات چاہوں کہ جو نفس امارہ اور
شیطان کے تعلق شدید سے جنم لیتی ہے
سو میں بتوفیق تعالیٰ کاہل اور سست نہیں
رہوں گا۔ اور اپنے دوستوں کی اصلاح
طلبی سے جنہوں نے اس سلسلہ میں داخل
ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے۔ غافل
نہیں ہوں گا۔ بلکہ ان کی زندگی کے لئے
موت تک دریغ نہیں کروں گا۔ اور ان
کے لئے خدا تعالیٰ سے وہ روحانی
طاقت چاہوں گا۔ جس کا اثر برقی مادہ کی
طرح ان کے تمام وجود میں دوڑ جائے۔
اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان کے لئے جو
داخل سلسلہ ہو کر صبر سے منتظر رہیں گے ایسا
ہو گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو

اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت
دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی
دینا چاہا ہے۔ تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ
نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور
صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے
سو یہ گروہ اس کا ایک خالص ہو گا۔ اور وہ
انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا۔
اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا۔
اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔
وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں
وعدہ فرمایا ہے۔ کہ اس گروہ کو بہت بڑھائے گا۔
اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا
وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا۔ اور اس
کو نشوونما دے گا۔ یہاں تک کہ اس کی
کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائیگی
اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا
جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی
کو پھیلائیں گے۔ اور اسلامی برکات کے لئے
بطور نمونہ ٹھہریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے
کامل متبعین کو ہر ایک قسم کی برکت میں دوسرے
سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت
تک ان میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے
جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس
رب جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے
جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر ایک طاقت اور

قدرت اسی کو ہے۔ فالحمد لہ اوّلاً واٰخراً وّ ظاہراً وّ باطناً اسلمنا لہ۔ ھومولانا فی الحیٰوۃ الدنیا والاٰخرۃ نعم المولیٰ و نعم النصیر (کتاب ازالہ اوہام)

اس کے بعد ایک اور مقام پر حضورؑ اپنی جماعت کے تزکیہ اور اعلیٰ مقام کا تذکرہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:-

"سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاج نبوت کا اور کس نے پایا؟ اس زمانہ میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے۔ کئی وجوہ سے اس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے دیکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات نور اور یقین پاتے ہیں۔ جیسا کہ صحابہؓ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دلآزاری اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اٹھا رہے ہیں۔ جیسا کہ صحابہؓ نے اٹھایا۔ وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں۔ جیسا کہ صحابہؓ نے حاصل کی بہتیرے ان میں سے ہیں جو نمازوں میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں۔ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے۔ بہتیرے ان میں سے ایسے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں۔ اور الہام الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہوتے تھے۔ بہتیرے ان میں سے ایسے ہیں۔ کہ اپنی محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سلسلہ میں خرچ کرتے ہیں۔ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔ ان میں ایسے لوگ کئی پاؤ گے کہ جو موت کو یاد رکھتے اور دلوں کے نرم اور سچے تقوےٰ پر قدم مار رہے ہیں۔ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت تھی۔ وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے۔ اور دن بدن ان کے دلوں کو پاک کر رہا ہے۔ اور ان کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے۔ اور آسمانی نشانوں سے انکو اپنی طرف کھینچ رہا ہے جیسا کہ صحابہؓ کو کھینچتا تھا۔ غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں۔ جو اٰخرین منھم کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں۔ اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا۔" (ایام الصلح)

صرف یہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کی زندگی میں ایک پاک جماعت کے قیام
اور اس کی اخلاقی اور روحانی تربیت کا انتظام فرمایا تھا
بلکہ آئندہ ہمیشہ کے لئے حضور کی اتباع میں اس پاک
گروہ کے پنپنے اور سرسبز و شاداب رہنے کا انتظام
بھی اللہ تعالیٰ نے فرما دیا چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں
سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور
اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور
کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"
(تذکرۃ الشہادتین)

آج سے چودہ سو سال قبل مخبر صادق حضرت
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں یہ پیشگوئی
فرمائی تھی۔

تکون النبوۃ فیکم ماشاء اللہ
ان تکون ثم یرفعہا اللہ
تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علی
منہاج النبوۃ ما شاء اللہ ان
تکون ثم یرفعہا اللہ تعالیٰ
ثم تکون ملکاً عاضاً فتکون
ما شاء اللہ ان تکون ثم
یرفعہا اللہ تعالیٰ ثم تکون
ملکاً جبریۃ فتکون ما
شاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا
اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ
علی منہاج النبوۃ ثم
سکت۔ (مسند احمد جلد ۵)

ترجمہ: اے مسلمانو! تم میں یہ نبوت کا دور اس
وقت تک قائم رہے گا جب تک خدا
چاہے کہ وہ قائم رہے۔ اور پھر یہ
دور ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد
خلافت کا دور آئے گا جو نبوت کے طریق
پر قائم ہوگی (گویا اس کا تتمہ ہوگی) اور پھر
کچھ وقت کے بعد یہ خلافت بھی اٹھ
جائے گی۔ اس کے بعد کاٹنے والی (یعنی
لوگوں پر ظلم کرنے والی) بادشاہت کا
دور آئے گا۔ اور پھر کچھ عرصے کے بعد
یہ دور بھی ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد
جبری حکومت کا دور آئے گا۔ اور پھر اس
رنگ کی حکومت بھی اٹھ جائے گی۔ اس
کے بعد پھر دوبارہ خلافت کا دور آئے گا۔
جو ابتدائی دور کی طرح نبوت کے طریق پر
قائم ہوگی۔ اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

دنیا میں دوبارہ خلافۃ علی منہاج النبوۃ
کا قیام مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہی مقدر تھا۔ اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے اور مسیح موعود کے
درمیانی عرصہ میں تاریخ انسانیت کے متعلق جو واضح
پیشگوئیاں فرمانے کے بعد دوبارہ خلافت علی
منہاج النبوۃ کے قیام کی پیشگوئی فرما کر خاموشی اختیار
فرمانا یہ بتاتا ہے کہ مسیح موعود کے ذریعہ جو سلسلہ

خلافت جاری ہوگا وہ دائمی اور قیامت تک ہوگا۔ اس امر کی تائید اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی عبارت سے بھی ہوتی ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کرکے فرمایا۔

"تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی۔ اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہوجائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا۔ اور اپنی طرف بلاؤں گا پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا۔ اور وہ ..... اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ سے خبر پانے کے بعد جماعت مومنین کی تاقیامت تربیت، ان کے تزکیہ نفوس اور نشوونما پانے کے مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دائمی سلسلہ خلافت کے بارے میں کھلی کھلی پیشگوئی فرمائی۔ حضور اپنی وفات کی خبر دیتے ہوئے اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے ...... سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ ..... جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے

تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے۔ جب تک کہ وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے۔ جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے ......"

(رسالہ الوصیت")

نیز فرمایا۔

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور ہر طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے۔ تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے ...... وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی۔ اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی۔ اور دنیا ان کے ساتھ سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتح یاب ہوں گے۔ اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔" (ایضاً)

الغرض قرآن مجید کی یہ پیشگوئی آخری زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان اور قوت قدسی کی برکت سے آنحضرت ؐ کے غلام اور بروز یعنی مسیح موعود کے ذریعہ دنیا ایک بار پھر یزکیہم کا نظارہ دیکھے گی۔ نہ صرف ایک مرتبہ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی پیشگوئی کے مطابق یزکیہم کا یہ عظیم الشان مشن تا قیامت جاری رہے گا۔ یہ پیشگوئی روز روشن کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اور حضور کی وفات کے بعد دائمی خلافت کے ذریعہ نت نئی شان کے ساتھ پوری ہوتی چلی جا رہی ہے۔

فالحمد للہ علی ذالک

رسالہ انصار اللہ توسیع اشاعت

کے لئے

آپ کے تعاون کا محتاج ہے

عہدیداران مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ برائے سال ۱۳۵۸ ہش / ۱۹۷۹ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ کے مشورہ کو قبول فرماتے ہوئے مندرجہ ذیل اصحاب کو سال ۱۳۵۸ہش / ۱۹۷۹ء کے لئے مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کا رکن نامزد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور ان سب کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آمین

اراکین خصوصی:-

۱۔ مکرم و محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
۲۔ " " شیخ محمد احمد صاحب مظہر
۳۔ " " مرزا عبد الحق صاحب
۴۔ مکرم و محترم مولانا عبد المالک خان صاحب
۵۔ " " صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب

اراکین عمومی: ۱۔ نائب صدر اول مکرم شیخ مبارک احمد صاحب ۲۔ محمد اسلم قریشی ملک حبیب الرحمن صاحب ...

۳۔ قائد عمومی صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب ملک حبیب الرحمن صاحب

اراکین عمومی تربیت " مولوی احمد علی صاحب

۴۔ " تعلیم " پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب
۵۔ " مال " عبد الرشید صاحب غنی
۶۔ " تجنید " محمد اسلم صاحب صابر
۷۔ " اصلاح وارشاد " مولانا بشارت احمد صاحب بشیر
۸۔ " ذہانت وصحت جسمانی " منور احمد صاحب خالد
۹۔ " مجالس بیرون و قلمی دوستی " صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب
۱۰۔ " اشاعت و مدیر ماہنامہ انصار اللہ " سید عبد الحی شاہ صاحب
۱۱۔ " ایثار " غلام احمد صاحب عطا
۱۲۔ آڈیٹر " صوفی غلام محمد صاحب
۱۳۔ قائد تحریک جدید " چوہدری شبیر احمد صاحب
۱۴۔ " وقف جدید " صوفی بشارت احمد صاحب

(۱۶) ... عمومی مجلس ... انصار اللہ ...

علمِ انعامی انصار اللہ برائے سال ۱۳۵۷ ہش / ۱۹۷۸ء

مجلس انصار اللہ کی کارکردگی ۱۳۵۷ ہش / ۱۹۷۸ء کے لحاظ سے مرکز کے فیصلہ کے مطابق پہلی دس نمایاں مجالس کی فہرست حسب ذیل ہے۔

مجلس انصار اللہ ناظم آباد کراچی علم انعامی کی مستحق قرار پائی۔ جلسہ سالانہ ۱۹۷۸ء کے موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دستِ مبارک سے مجلس انصار اللہ ناظم آباد کراچی کے زعیم اعلیٰ مکرم چوہدری شریف احمد صاحب وڑائچ کو ایک سال کے لئے علم انعامی مرحمت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے۔ آمین۔

نمبر شمار	نام مجلس	زعیم / زعیم اعلیٰ
۱۔	مجلس انصار اللہ ناظم آباد کراچی (اوّل)	مکرم چوہدری شریف احمد صاحب
۲۔	" " فیصل آباد	" " عبد الغنی صاحب
۳۔	" " ماڈل ٹاؤن لاہور	" میجر غلام احمد صاحب
۴۔	" " اسلامیہ پارک لاہور	" چوہدری نصیر احمد خان صاحب
۵۔	" " بہاولپور شہر	" مکرم مرزا ارشد بیگ صاحب
۶۔	" " گجرات شہر	" ڈاکٹر احمد حسن صاحب چیمہ
۷۔	" " دار الذکر لاہور	" میجر عبد اللطیف صاحب
۹۔	" " سکھر شہر	" قریشی عبد الرحمٰن صاحب
	" " شیخوپورہ شہر	" ملک لطیف احمد صاحب سرور
۱۰۔	" " حلقہ صدر کراچی	" سید سعید خالد صاحب

دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان مجالس کے عہدہ داران و اراکین انصار اللہ کو احسن جزا دے اور بیش از پیش خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آمین

(سیکرٹری مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

شرائط بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

تحریر فرمودہ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا! اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنالے گا۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلاء میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا۔ اور ہر یک ذلّت اور دُکھ کے قبول کرنے کے لئے اُس کی راہ میں تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اُس سے مُنہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہَوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرّسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

ہفتم یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزّت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزّت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقدِ اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقتِ مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا۔